ہر لفظ مین اسکے تو اثر دے — اعجاز دم مسیح بھر دے

جی جائین جو کشتۂ حسد ہین — اچھے ہون جو یہ مریض بد ہین

مشہور ہین خوش کلام حالی — مین مقتدی ہون امام حالی

مین ذرہ وہ آفتاب روشن — مین غنچہ وہ ہین بہار گلشن

رفعت مین ہے اونکی شان افلاک — پستی مین مرا نشان ہی خاک

یون فیض ہی انکا پرتو افگن — مہ کو کرے جیسے مہر روشن

منظور تھی اقتدا الٰہی — جو کچھ ہوا ہو گیا الٰہی

ستار ہے تو چھپا مرا عیب — پوشیدہ ہو یا کہ ظاہر عیب

مین بندہ ہون عاصی خطاوار — بے عیب ہے تو رحیم و غفار

دشمن کوئی جان و مال کا ہے — حاسد کوئی ذی کمال کا ہے

ناخوش ہین نہ یہ اچھے کام سی بھی — جلتے ہین خطاب و نام سے بھی

کہتے ہین مجھے بھی بعض بدخواہ — کسطرح ہوا یہ فیض اللہ

صدقے میں جناب مصطفیٰ کے | صدقے میں تمام انبیا کے

اولاد علیؑ کے واسطے سے | اصحاب نبیؐ کے واسطے سے

یہ تجھسے ہے التجا الٰہی | تو ان سے مجھے بچا الٰہی

امید بشر کو کیا بشر کی

رکھ تو ہی بس آبرو گھر کی

معذرت بملاحظہ ناظرین عالی مرتبت

دو شکی این فشانده ام بعد سخن بشوق دل | نیست از و مراد من خلق زند که مرحبا

گر نظر قد ترا سهو و خطا قصور من | عفو بکن بیا بیا عیب مجو خدای را

جاهل و بی هنر منم عاجز و بی خبر منم | فخر سخن نمیکنم مثل حسود جا بجا

خوب شنو بگوش دل لطف نموده بر گهر | قول جناب پیشوا هست که در بها

باده بود حرام گر بذله خلاف شرع نیست

دل نه تهی بخوب ما طعنه مزن بزشت ما

مسدس

الٰہی تو خلاق ہر انس و جان ہے
ہر اک شئے مین یون تیری قدرت عیان ہے
الٰہی تو بانی کون و مکان ہے
نہان مین عیان ہے عیان مین نہان ہے
حقیقت کو کیا سمجھے طاقت بشر کی
نہین ہے خبر اسکو اپنی خبر کی

غضب کا نمونہ جو دوزخ بنایا
کبھی اپنے قہر و غضب سے ڈرایا
تو جنت مین رحمت کا نقشہ جمایا
کبھی اپنے لطف و کرم سے بلایا
ترا کام حکمت سے خالی نہین ہے
غرض تیری قدرت خیالی نہین ہے

جو شاہونکو دی دولت و شان و شوکت
عطا کی کسیکو وزارت کی خدمت
تو بخشا فقیرون کو گنج قناعت
جہانکے کرشمے ہین سب تیری قدرت
گواہی سے قرآن کی منکر نہین ہم
دیا تو نے ایمان کافر نہین ہم

مگر حاسدونکی بھی حالت عجب ہے
گذرتی برائی مین یون روز و شب ہے
بلا وجہ ہے بغض کین بے سبب ہے
کوئی شاد کیون ہے یہ رنج و تعب ہے
اگر کوئی غم سے جلے دل ہو ٹھنڈا

بہت خوش ہو قاتل جو بسمل ہو ٹھنڈا

یہہ خوش ہون بہت گر رہی کوئی محزون
حسد کے ہین شیدا عداوت کے مفتون

جو ہو سرخرو کوئی ہو انکا دل خون
نہین سوجھتے جُز بدی کوئی مضمون

جو دیکھین خوشی اور کی غم کرین یہہ
بچین شاد یا سے تو ماتم کرین یہہ

یہہ نقشے جو دیکھے بڑی دل کی حیرت
جو دیکھا دلون مین یہہ زنگِ کدورت

ہوئی آئینہ سب زمانے کی حالت
یہہ کی عرض مین نے کہ یارب العزت

یہہ باتین ہین کیسی چنان و چنین کی
ندا آئی چالین ہین نفس لعین کی

یہی پہیرتا ہے ہماری رضا سے
بناتا ہے دشمن یہی اقربا سے

یہی دور رکھتا ہے حُبّ ولا سے
پریشان ہے ہر اک اسی بد بلا سے

زمانے مین ہر سو اسی کا عمل ہے
اسی بہوت کا ہر جگہہ پہ خلل ہے

بھلاتا ہے دم بھر مین یہہ شکرِ نعمت
سکھاتا ہے دانشورون کو حماقت

مٹاتا ہے ہر سو تکا یہہ حق خدمت
یہہ دیتا ہے طالب کو اپنے بشارت

کدہر مرضیٔ رب و ظلِّ الٰہی
تمہین اپنے گہر کی ہے خود پادشاہی

جما ہے گرد ردر یا کا وہ نقشہ ۔ کہ ہے زال دنیا کو بھی جس سے سکتہ
وہ ڈالا ہے آنکھوں پہ ظلمت کا پردہ ۔ نہیں سوجھتا کوئی نیکی کا رستہ

غرض دین و دنیا سے بیکار رکھا
چلا جس پہ قابو اسے مار رکھا

کبھی سر اٹھاتا ہے سرکش بنا کر ۔ سلاطین کو کرتا ہے طاعت سے باہر
مخالف بناتا ہے آقا کا اکثر ۔ اٹھاتا ہے فتنے کبھی بانی شر

اثر ہے زمانے میں یہ عام اس کا
زبان اینٹھ جائے جو لے نام اس کا

غریبوں سے نفرت امیروں سے کینہ ۔ عداوت سے معمور رکھتا ہے سینہ
بہانیکو خون یہ گرائے پسینہ ۔ اسی سے بگڑتا ہے سب کا قرینہ

بھلاتا ہے دل سے اسی کی اطاعت
اولی الامر منکم سنا جس کی نسبت

سکھائیں امیروں کو نخوت کی باتیں ۔ غریبوں کو خواری و ذلت کی باتیں
شریفوں کو جہل و حماقت کی باتیں ۔ کمینوں کو بغض و شرارت کی باتیں

گرفتار دنیا ہے پنجے میں اس کے
کتابوں کی صورت شکنجے میں اس کے

نیا وہ سہی اور کہیں شور اس کا
جہاں سنئے ہر سو اسیکا ہے چرچا
اٹھائے وہ فتنے کہ غوغا یہہ اٹھا
الٰہی بچانا ہوا حشر برپا

الٰہی یہہ چھایا ستم کیسا جہان پر
کہ ہے الاماں آج سب کی زبان پر

دکھائے وہ نیرنگ اس نے جہان کے
ہوئے ڈھنگ نغمون سے پیدا فغان کے
پھنسے دام مین اس ضلالت نشان کے
بدلنے لگے طور پیر و جوان کے

نہ فرمان شہ کے نہ قسمت کے قایل
یہہ غافل رہے اپنی غفلت کے قایل

کوئی کہہ رہا ہے یہہ کیا شہ کو سوجھی
جو اعلٰی وزارت مہاراجہ کو دی
کوئی مر رہا ہے یہہ کہہ کر الٰہی
مری آرزو کیون نہ کی تونے پوری

کسیکو یہہ رونا ہے قسمت دکن کی
رہی اب نہ شانِ وزارت دکن کی

کوئی کہہ رہا ہے کہ کیا کہیے حالت
عجب طرح کی آپڑی ہے قباحت
ظفر جنگ کو اور تو ہی وزارت
انہین تجربہ کب ہے حضرت سلامت

کوئی فضل اللہ پر معترض ہے
کوئی بخشش شاہ پر معترض ہے

کسیکا بیان ہے کہ ہان دیکھہ لینا
بھلا یہہ وزارت ٹکی ہے کسی جا

یہہ سارا جھمیلا ہے بس چار دن کا
یہ تو ہین دیکھتے آتے ہین ہم تماشا

قیام مدار المہامی نہین ہے
یہہ خدمت ہے وہ جو دوامی نہین ہے

غرض ایسے بیخود ہین ادنیٰ و اعلیٰ
مئے بغض سے ہین یہہ بیخود سراپا

خبر اپنی بھی کچھہ نہین ان کو اصلا
نہین خوف کچھہ دل مین روز جزا کا

یہان کام آئی جہالت گران کی
توقع ہے کس سے قیامت کے دن کی

یکایک ہوا یہہ جو الہام مجھکو
ڈرانے لگا ہر در و بام مجھکو

گیا چین آیا نہ آرام مجھکو
نہ اُس وقت سوجھا کوئی کام مجھکو

عجب خوف طاری تھا سہما ہوا تھا
مین اک شکل تصویر گویا بنا تھا

بڑی دیر مین جب مجھے ہوش آیا
ملازم ہون سرکار کے یا رعایا

تصور بھی میرے دل مین سمایا
سحاب فہمی کا جہانتک ہے سایا

سناؤن حقیقت یہہ عبرت کی خاطر
بنون آپ آئینہ حیرت کی خاطر

لہذا مودب بصد عجز و منت
بس اب دور کردو یہہ بغض و عداوت

مری التجا ہے یہہ حضرت سلامت
خدا کو رکھو خوش کروشہ کی طاعت

اسی مین ہے سب نیکنامی جہانکی
اسی مین ترقی ہے اعزاز و شانکی

تمہارا ہے شہ تم ہو شاہ زمن کے
دکن یہہ تمہارا ہے تم ہو دکن کے

کرو اوسکی خدمت بدل بندہ بنکے
چمن بلبلونکا ہے بلبل چمن کے

بجز اسکے تمکو ٹھکانا کہان ہے
زمانے مین تم ہو وہ شاہ زمان ہے

نہ بھولو قدیمی تم اوقات اپنی
یہہ خوش قسمتی سمجھو حضرات اپنی

رکھو اپنے ہی ہاتہین بات اپنی
خوشی سے جو کٹجائے دن رات اپنی

زر و جان کو ملک اور مالک پہ وارو
جو بدراہ ہو راہ پہ لاؤ یارو

ہر اک غیر ملکی کی دیکھو تو حالت
اونہین کوئی غم ہے نہ فکر معیشت

کہان سے کہان لائی ہے اونکو قسمت
غضب ہے نہ ہو گر تمہین اب بھی غیرت

موافق جو اون سے زمانہ ہوا ہے
بس اک اتفاق اونکا مسلک بنا ہے

دکن ملکیون کو بہشت بریں ہے
کہ آب کرم شہ کا ما معین ہے
کریم ایسا سلطان یہانہین کہین ہے
نہین ہے خدا کی قسم ہان نہین ہے

یہہ سب ہے فضلِ شہ سے زیبا کا نقشہ
بنا حیدر آباد جنت کا نقشہ

یہہ آرام یہہ چین دنیا کی نعمت
لحاظِ ملازم خیالِ رعیت
فرامین امن و قوانین نصفت
شکوہِ ریاست نظام حفاظت

منظر ہین آصف (خلد اللہ ملکہ) ہی دم قدم سے
جہان شاد ہے شہ کے لطف و کرم سے

جہانمین کوئی مثل آصف (خلد اللہ ملکہ) نہین ہے
جلالت نشان ہے تو نصرت قرین ہے
یہی خاتم سلطنت کا نگین ہے
گلستان اسی سے دکن کی زمین ہے

یہہ ہے باغبانِ چمن زارِ شاہی
اسی سے ہے شاداب گلزارِ شاہی

عدالتمین کسریٰ سخاوتمین حاتم
فلاطون ہے دانش مین رتبی مین جم ہے
نظام جہان نظم سے اسکے منضم
رعیت نواز ایسے شہ کم گذری ہین

نکیون ظلِ حق ہو وہ نامِ جمالی
نوانشکے جس کو سرکار عالی

جہالت کو چھوڑو رکھو تم نہ کینہ ‌ ‌ ‌ بگاڑو نہ زنہار اچھا قرینہ
محبت رکھو جس سے ہو صاف سینہ ‌ ‌ ‌ یہی آجکل ہے ترقی کا زینہ

نہ اوروں کے ہمراہ نادان بنو تم
یہہ ہے آدمیت کہ انسان بنو تم

خدا کا کرو شکر پایا وہ سلطان ‌ ‌ ‌ کہ ہے معدلت جسپہ سو جان سے قربان
رہے شہ کے جو تابعِ حکم و فرمان ‌ ‌ ‌ وہ کیونکر نہ عالم میں ہوں شاد و شادان

جسے چاہا بخشی وزارت ہے اوسکی
ہے مختار وہ مالک ریاست ہے اوسکی

اسی آستان سے ملی سب کو دولت ‌ ‌ ‌ اسی در سے چمکی زمانے کی قسمت
سخی وہ کہ ہے روحِ حاتم کو حیرت ‌ ‌ ‌ بھر حال ہے یہہ خداوند نعمت

اسیکے بدولت اُجالا ہے سارا
اسیکا ہے بعد خدا اک سہارا

کبھی اپنا آقا کبھی پادشا ہے ‌ ‌ ‌ کبھی اپنا سرتاج و حاجت روا ہے
کبھی حامیِ دینِ خیر الوریٰ ہے ‌ ‌ ‌ کبھی دل کا مطلب کبھی مدعا ہے

زر و مال جو کچھ ہے قربان ہی شہ پہ
دل و جان سے صدقے دل و جان ہے شہ پہ

یہہ مخدوم ہے اسکی خدمت کرو تم ۔ یہہ حاکم ہے اسکی اطاعت کرو تم
یہہ چاہے جسے اُس سے اُلفت کرو تم ۔ یہہ نفرت کرے جس سے نفرت کرو تم

ہے واجب بجز و دم اُسیکا دکن ہین
رہے جان جبتک تمہارے بدن ہین

تمہاری اگر عقل کچھہ بھی رسا ہے ۔ بتاؤ ہمارا جو ہین عیب کیا ہے
بُرے ہین وہ یا فعل اُنکا برا ہے ۔ اُنہون نے کوئی رنج تمکو دیا ہے

لیاقت تو کاوت فراست اطاعت
اُنہین کیا نہین ہے برائے وزارت

سنو ان کے نانا بھی تھے اپنی دوران ۔ کہ جن کا زمانے پہ ہے آج احسان
سخاوت کی ایسی کہ ایک ایک انسان ۔ بنا پا کے خیرات ذیجاہ و ذیشان

بیان کس سے ہو ایسے عالی ہمم کا
ٹھکانا نہ ہو جسکے جود و کرم کا

جو بالفرض فوق انکو سب پر نہین بہجان ۔ تمہین فکر کیا اسکی مرضیٔ سلطان
کیا شہ نے جو کچھہ تھا کرنے کے شایان ۔ غرض اسمین جائے سخن کچھہ نہین ہان

وہ ہے پادشا پادشاہت اوسکی
ریاست اوسی کی وزارت اوسکی

جو کچھہ فہم ہو تو سمجھہ لو یہہ مطلب
نبوت کی منصب پہ قایم ہو جب

خلیلِ خدا بانئ کعبۂ رب
تمھارے عقیدون سے جایز نہ تہا یہ کب

نتھا کیا کوئی خاندانِ رسل ہین
انہین کو جو عزت ملی اب بکل ہین

خدائی کی باتین خدا جانتا ہے
ریاست کا اچہا برا جانتا ہے

جو علم و یقین سے سوا جانتا ہے
تو ظلِ خدا پادشا جانتا ہے

نہ علمِ الٰہی فرشتون کو حاصل
نہ واقف تہی مصلحت سے کوئی دل

پڑا ہے جو آنکھون پہ غفلت کا پردا
جنونِ حسد کا جو ہے سر مین سودا

نہین سوجھتا تمکو اعلی کا رتبہ
سمجھتے ہو بیوجہ سید ہے کوتا

ملا کاخِ امن اس کو تم خاک سمجھے
اسی پر تم اپنے کو چالاک سمجھے

مہاراجہ کشن پرشاد لائق
وہ ذی علم ایسے کہ عالم مین فائق

بہادر ظفر جنگ امیر خلائق
جہانمین یہہ عقدہ کشائے دقائق

نظیر انکی کوئی نہ ان کا بدل ہے
تمھارا یہہ بغض دلی بے محل ہے

یہہ شہ کے عزیز اور امیر معظم	معظم بھی کیسے کہ ہین فخر عالم
نہین مرتبے مین کسی سے یہان کم	بجا ہے کرین شکر خلاق جو ہم

عدیم البدل ہمکو سرور ملا ہے
کرین جسقدر ناز ہم سب بجا ہے

لیاقت مین علم و فراست مین کامل	بھی خواہ شہ وہ کہ دشمن کے قاتل
کریم و خلیق ایسے جن پر فدا دل	نصیب انکا وہ جسکی قسمت بھی قائل

خیالِ ملازم نوازی جہانئین
کئی پشت سے ان کے ہے خانہ انہین

وزارت سے پہلے بھی لاکھون قضیے	وراثت کے جھگڑونکے رقمونکے دعوے
ہوئے پیش جب دفتر خانگی سے	کھلے ہاتھ سے انکے وہ ساری عقدے

پھر اب کاہیکا تجربہ چاہتے ہو
عبث بندہ کیون بنا چاہتے ہو

ہمین اپنی اوقات سے گر زیادہ	ملے کوئی خدمت بھی یا زر زیادہ
ہمارے لئے ہے سراسر زیادہ	مگر اُن کی خاطر ہے کیونکر زیادہ

عوض کوڑیون کے ملے ہمکو گرہن
تو یون ہمکو ہے جیسے گنجے کو ناخن

مہاراجہ نے کب ہوس اسکی کی تھی
مقدر مین دونون کے عظمت لکھی تھی

امیر بہادر کی کب یہہ خوشی تھی
ہوئی آج اک روز جو ہونی ہی تھی

خدا نے دلایا تو دونون نے پایا
حسد کیون بھلا آپکے دلمین آیا

نہ منت سے آگے کسیکے یہہ آئے
کئے ٹوٹکے اور نہ چیلے کرائے

نہ تسخیر بص بجا کا یہہ دہیان لائے
کیا کرتے ہین جیسے اپنے پرائے

ملا مرتبہ کی جو آقا کی طاعت
مثل ہے مشہور خدمت سے عظمت

نہ ان صاحبونکو تھی حرص وزارت
مگر ہین ہمی خواہِ شاہ و ریاست

نہ تھی خواہش زر نہ طمع امارت
اسی سے ہوئی نیکنامی کی شہرت

مراتب کے پانے کا بس یہہ سبب ہے
فضیلت گہر آنے کا بس یہہ سبب ہے

بچو تم حسد سے حسد کرنے والو
ملا کیا عداوت سے کد کرنے والو

بھلے نام کو اپنے بد کرنے والو
بچو نعمت حق کو رد کرنے والو

محبت کے آگے حسد ہیچ سمجھو
اسے رشتہ جان کا تم پیچ سمجھو

حسد میں وہ دنیا میں کرتا ہے رسوا
یہاں کام آئے نہ عقبیٰ میں اصلا
کبھی عیش کا رنگ کرتا ہے پھیکا
جلا کر دلوں کو یہ کرتا ہے ٹھنڈا

نہ کیوں غنچۂ دل ہو اس سے فسردہ
کبھی زندگی میں بناتا ہے مردہ

محبت میں جو فائدہ ہے عیاں ہے
وہ پنہاں نہیں جو حسد میں زیاں ہے
یہ جو کچھ مرا جھوٹ یا سچ بیاں ہے
سمجھ لو تمہیں جو چنیں و چناں ہے

بنایا ہے اللہ نے تمکو عاقل
ہوں سب بے علم و نا فہم میں ایک جاہل

دل و جاں سے امر خدا پر فدا ہوں
مطیع فرامین مرشد برملا ہوں
غلام اپنے مالک کا ہوں باوفا ہوں
خدا کی قسم میں یہ سچ کہہ رہا ہوں

وہ فرمائے جس کی غلامی کرونگا
اطاعت کا دم بھرتے بھرتے مرونگا

کوئی شاد ہو تو نہ ماتم کرو تم
جو ہو کوئی غمگیں نہ ہرگز ہنسو تم
فقط رہرو راستی ہی بنو تم
جہاں تک بنے نیکنامی کو لو تم

کسی کی ترقی پہ حسرت عبث ہے
کسی کی تنزل پہ فرحت عبث ہے

مقرر کا جو ہے تمہارے سے پائیگا
گہر تہہ کے بدلے کنارے سے پائیگا

مجھے جیلہ ہر اک سہارے سے پائیگا
تجھے ملنا مجھ سے بے خطرہ بارے سے پائیگا

حسد کی تجسس کا حاصل نہیں ہے
کبھی تر لب خشک سائل نہیں آ

بیان کر دیا امرِ حق تھا جو حضرت
نہ مانیں تو پھر کیا کہوں وائے قسمت

اگر مان لیجئے تو ہو گی عنایت
نہیں آپ کے کوئی تکرار و حجت

نہیں مجھکو کچھ کام جز الفت شہ
شرف ہے مرے واسطے خدمت شہ

سنا کر یہہ طومار یہہ طول قصہ
کیا شکرِ حق کچھ نہ کی مدح آقا

کیا وقت ضایع تمہارا ابھی اپنا
یہین ختم کر دون یہہ کب ہے گوارا

پئے شاہِ عالم دعا بھی تو کچھ ہو
نمک کا بھلا حق ادا بھی تو کچھ ہو

الٰہی مرے شاہ کو شاد رکھ تو
مخالف کو یون صرف فریاد رکھ تو

گھر آصف خلد اللہ ملکہ کا ہر وقت آباد رکھ تو
اسیرِ غم و جور و بیداد رکھ تو

خوشی رات دن شاہ آصف خلد اللہ ملکہ منائین
عدو گردشِ بخت سے خاک اڑائین

جو ہین تیرے خیر خواہان دولت الٰہی
اُنہین جن کو ہو شہ سے الفت الٰہی
جو دل سے کرین شہ کی خدمت الٰہی
اُنہین جن پہ شہ رکھے شفقت الٰہی

خوشی سے تو دامن شاہ یہان رکھ
تو عرش اعلیٰ وہان شادبان رکھ

سنا ہے بزرگون سے یہہ قول آیت
اگر سچ ہے یہ بات ای میرے سبحان
عداوت سے ہوتی ہے کم عمر انسان
گھٹا عمر دشمن بڑھا عمر سلطان

گھٹا کو دے بس آبرو اتنی یارب
کہ ٹک جائے پاپوش مین شاہ کو آ

تاریخ مصنف

ختم جب ہو گیا مسدس یہہ
فکر تاریخ کی ہوئی یکسر

مجھکو تھی فکر اسم تاریخی
کوئی صورت نہ آئی پیش نظر

لاکھ سوچا بہت ہی غور کیا
دُر مقصد نہ ہاتھ آیا مگر

ہوکے حیران شب کو جب لیٹا
دلمین یہہ قصد کرکے بستر پر

صبح اُستاد سے مدد لونگا
نارسائی فکر بتلاکر

بس اسی مین غنودگی آئی
نیند غالب ابھی نہ تھی مجھپر

دیکھتا کیا ہوں روبرو میرے
مجھسے فرماتے ہیں زراہِ لُطف
ہے مسدس سے صاف صاف عیاں
خوب نیکی کی شرح کی تمنے

رونق افزا ہیں حضرت بر شمر
فکر تاریخ ایسی کیا ہے گہر
خیر کا نفع اور شر کا ضرر
پڑھکے تحسین کرینگے دانشور

بے تکلف یہہ نام تاریخی
شارح خیر رکھدو ہے بہتر
۱۳۱۱ھ

قطعات تاریخی شعرای نامدار

جناب ابو الرضا سید رضی الدین حسن صاحب تخلص کیفی حیدرآبادی

آمدہ چون گردش دوران بکام
نیز ظفر جنگ معین المهام

شد چو مهاراجہ مدار المهام
بر دو حسد زمرۂ از تلخ کام

رشک پدید آمدہ اغیار را

رشک و حسد درد دوا ناپذیر
مبدء اصناف ملال کثیر

مورث رنج و الم ناگزیر
مورد افکار فضول خطیر

از رہ خود میبرد اخیار را

زمرۂ از علت رشک و حسد

پست نظر کور نمک خود بخود

کرد ماوت لبش از حرف بد | طعن بر احکام شهنشاه زد

یعنے چرا کرد چنین کار را

هرزه سراینده همه نانهرا | بیهوده گوی بے هنر بے حیا
رنگ ز انگشت شمارنده را | باد بدست است همه کارها

عقل کجا مردم بازار را

از پئے تنبیه و نصیحت گهر | طبع نمود است مسدس بزر
گو نشود بے خبرے با خبر | گوش زده لیک بدارد اثر

مینشود از گل اثرے خار را

آن گهر مدح گر شاه و شاد | شارح خیر اسم مسدس نهاد
اهل حسد را همگی پند داد | بار خدا سعیه مشکور باد

خیر نمود است چو اشعار را

کیفیت طبع مسدس شنید | چشم سیاهیش چو سرمه کشید
کیفی سرمست شراب نبید | سال بر آورد به عنوان چو دید

فاعتبروا یا اولی الابصار
۱۳۱۹

جناب سید نوازش علی صاحب لمعه حیدرآبادی نبیرهٔ حضرت شهید مرحوم

کرده چه خوب نظم گهر این مسدسے | خوشتر ز آب و تاب بود از دُرِ ثمین

نوشت لمعہ مصرعۂ تاریخ حسب حال
سالک گہر کلام گہر بہشت باقی با
۱۳۱۵ھ

اردو

یہہ نظم نکیون نظم لآلی سے ہو بہتر
موتی کی لڑی لمعہ کا ہے مصرعۂ تاریخ

دریا کیطرح طبع گہر کی ہے روانی
اشعار گہر سلک گہر ہائے معانی
۱۳۱۹ھ

ایضاً

گہر نے کیا شاد خبر نظم
لکھا لمعہ سے اسکا ہاتف نے سال

درخشان مثال دُر آبدار
ہے مبنی علی الخیر یہہ یادگار
۱۳۱۹ھ

جناب میر شراب علی صاحب شاور حیدرآبادی

ہر ایک حرف گہر اسکا سطر سلک گہر
لکھی ہے شاور مورخ نے لائق تحسین

پڑھا گیا یہہ جہان آفرین کی اٹھی چیخ
مسدس گہر فیض چھپ چکا تاریخ
۱۳۱۹ھ

ایضاً

مشتہر ہے جہان مین نظم گہر
شاور سے سنکے مصرعۂ تاریخ

شاعرو کیون ہر اک سے پوچھتے ہو
شش جہت مین چھپا مسدس لو
۱۳۱۹ھ

جناب محمد الف خان صاحب الفت مقیم اورنگ آباد

محب بے ریا والا گہر نے
طریق راستی کا ہے یہہ رہبر

مسدس واہ کیا اچھا لکھا ہے
یہہ گمراہونکا خضر رہنما ہے

ہدایت حسب سلطان کی ہے آئین	کہ راضی جس سے مخلوق خدا ہے
یہہ نسخہ دافعِ بغض و حسد ہے	ہے ہر بیت اسکی یا بیت الشفا ہے
لکہا الفت سے روی سعد سی سال	مریضان حسد کی یہہ دوا ہے ۱۳۱۹ھ

دیگر

میان عالی گہر نے خوب لکہا	مسدس دافع شر نافع خیر
مضامین صلح کل کے اسمین ہین درج	بہم ملجائین اہل مسجد و دیر
اشارہ دیرہا ہے اسکا ہر حرف	کہ ہون سب متفق احباب اور غیر
یقین ہے دیکہکر کہائینگے سب خار	جو دلمین رکہتے ہین رشک و حسد بیر
تجسس کرکے اب ہم نے بہی الفت	مصنف سے سنا جب شارح خیر
رکہا ہے (باغ شاہی) نام اسکا ۱۳۱۹ھ	مفرح ہے جو اس گلزار کی سیر

جناب محمد امداد حسین صاحب عازم تلمیذ حضرت دانش برادر مصنف

گہر کا مسدس جو شایع ہوا	لکہا پڑہ کے ہر اک نے ہی بیمثال
یہہ اشعار ہین یا کہ ہے جام جم	جو دیکہو تو ہے صاف عالم کا حال
مگر ہے پئے خیر خواہان ملک	ہر اک حرف اسکا دُر بے مثال
دعا ہے یہہ عازم پئے اہل ملک	کہ ہو اتفاق انمین یا رب کمال
سر حاسد اب قطع کرتا کہ ہو	کلام فصیح و بلیغ۔ اس کا سال ۱۳۱۹ھ

جناب مرزا محمد تقی صاحب تقی حیدرآبادی تلمیذ حضرت شعلہ

گہر شارح خیر منظوم کرد	درخشان وتابان مثال درر
ز منقوطۂ تاریخ گفتا تقی	بہ شد این چہ مطبوع نظم گہر

۱۳۱۹ھ

دیگر اردو

ہوا شارح خیر کیا خوب نظم	درخشان وتابان مثال دُرر
تقی نے بدیہہ لکھا سال طبع	ہوئی ہے دل آویز نظم گہر

جناب عبدالولی صاحب فروغ۔ تلمیذ حضرت لمعہ

شارح خیر کیا گہر نے لکھا	نظم کا ہیکو نظم گوہر ہے
بادل شاد اے فروغ ہے سال	موتیوں کی لڑی سراسر ہے

۱۳۱۹ھ

جناب مرزا صفدر علیصاحب جاہ۔ تلمیذ حضرت لمعہ۔

خوب لکھا گہر نے شارح خیر	ہے یہہ لاریب سلک مروارید
جاہ نے لکھا مصرعۂ تاریخ	گہر فیض مطلع اُمید

۱۳۱۹ھ

جناب محمد حسن علیصاحب صفا۔ تلمیذ حضرت لمعہ

یہہ مسدس لکھا گہر نے خوب	ہے جو بے شبہ درِ بحر کمال
باصفا لکھدیا صفا نے بھی	دردریائے فیض اس کا سال

جناب مرزا حیدر بیگ صاحب ذرہ مقیم اورنگ آباد۔

گلزار مسدس ہی خوش خوشنما ہے — کب اسکے مقابل کسی گلشن کی ہوا ہے
حیران پہ تاریخ ہوئی فکر رسا کیون — کیا وجہ ہوئی اسکی بھلا بات ہی کیا ہے
یہہ آئی صدا قطع سر طرز حسد سے — یہہ نظم گہر کی گل خوش رنگ وفا ہے

۱۳۱۹

جناب محمد احمد علی صبا فاروق حیدر آبادی تلمیذ حضرت برتر

لکہی ہے میرے دوست نے وہ شہد عجم نظم — اس اوج کی ہوئی ہے کہان طبع رسا کو
مضمون جو رخشان ہے تو تحریر ہے پُر شور — گویا ہے بہم شام اور وہ صبح بنارس
جی مین ہے لکہون مین بہی کوئی مصرعہ تاریخ — تحسین کرے سنکے جسے ہر کس و ناکس
وہ داد ہی کیا دینگے مگر نظم گہر کی — فاروق جنہین لطف سخن ہی سے نہین مس
بندش کی صفت قطع نظر کرکے جو دیکہو — سلک گہر نظم ہے تاریخ مسدس

۱۳۱۹

جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب ثنا حیدر آبادی

گہر سے جب سنا مین نے مسدس — ہوا دل مین مرے ارمان تاریخ
تصور بندہ گیا اس شوق کے ساتہہ — کہ سب الفاظ ہون شایان تاریخ
نظر مین مادے نکلتے تہے آکر — مگر ہوتا نہ تہا سامان تاریخ
ندا ہاتف نے دی یہہ صاف ثنا — تری تاریخ ہے میزان تاریخ

۱۳۱۹

دیگر

ایک میرے مہربان شیرین کلام — ہے محمد فیض اللہ جن کا نام

تو جمعیت بھی ہین کمیت دان نامور — اور تخلص شاعری مین ہے گھر
نوجوان ہین صورت و سیرت مین خوب — اور خلیق ایسے کہ محبوب القلوب
وصف طباعی کرون کیا بیش و کم — ہے مسدس سے عیان زور رقم
کیا ہی تمہید نادر رنگ سے ہے — اور نیا پہلو نرالے ڈہنگ ہے
سے ہے مقابل بد کا ہے سنے نیک کا — ہے مگر اس مین جواب ایک ایک کا
سال اوسکا عرض یون حضرات ہے — بہتر ہین حاصل وقایات ہے
۱۳۱۹

جناب برہان علیشاہ صاحب مخمور حیدرآبادی تلمیذ حضرت داغ

مری مشفق کہیدان یعنی فیض اللہ صاحب — مسدس کیا ہے اک استاد کو باصلح کل کا ہی
آلٰہی تو اثر دی اس مسدس کی نصیحت مین — دلونکا راہ پر لانا اک ادنیٰ کام تیرا ہے
اسے مقبول خاص و عام کرنا چیز ہو محنت — مصنف نے بہت لکھی ہین اسکی دل اجلایا ہے
لکہی ہر اک نے اسکی طبع کی تاریخ خوش ہو کر — جدہر دیکھو اسکی ہوم ہی اسکا ہی چرچا ہی
مجھے بھی فکر جب تاریخ لکھنے کی ہوئی پیدا — ندا ہاتف نے دی مخمور بیٹھا سوچتا کیا ہے
سپہر بد خواہ کو کرکے قلم سنہ عیسوی لکہدے — گہر نے یہہ مسدس پر نصیحت خوب لکھا ہے

دیگر

لکہا ہے خوب مرے دوست نے مسدس یہ — رکھا ہے شارح خیر اسکا نام بھی اچھا
ہر اک لفظ ہی کچھ ایسا اسکا پر تاثیر — کہ آتش حسد و رشک دیو کی دل سی بجھا
ہر ایک مصرع ہدایت ہی حاسدونکی لئے — ہر ایک شعر ہے بس صلح کل کا راہنما
یہہ سال طبع کا مخمور کہدی ہجری بھی — چھپا ہے خوب مسدس گہر کا نور ہدا
۱۳۱۹

جناب محمد عبدالرحیم صاحب طالب العلم مدرسہ دارالعلوم خلف اکبر عالیجناب محمد عالم صاحب لفٹنٹ اجٹینٹ گولکنڈہ لانسرز و برادر نسبتی مصنف